

منہج تحقیق میں مخطوطہ کے نسخوں کی اہمیت

ڈاکٹر محمد فاضل ☆

مسلمانوں میں اپنے علمی ورثہ کی اہمیت، اس کے تحفظ اور اسے شائع کرنے کا احساس بیدار ہے اور عالم اسلام، خاص طور سے عرب دنیا میں، احیاءِ تراث کے متعدد ادارے قائم ہیں۔ جو غیر مطلوبہ مواد کو چھان چھان کر منظر عام پر لا رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مخطوطات اور غیر مطلوبہ مسودات کو حیاتِ دوام بخشنے کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کیا جائے۔ مخطوطات کی تحقیق کا منہج ترتیب دیا جائے اور ایک تحریک کے طور پر ہر خطہ اور ہر علاقہ کے اہل علم اپنے اپنے خطے کے مخطوطات کی فہرست تیار کریں۔ انہیں تحقیق کے زیور سے سجائیں اور طبع کر کے دیگر اہل علم تک پہنچائیں تاکہ دینی، علمی اور سائنسی میدانوں میں مسلمانوں کی خدمات نمایاں ہوں اور انسانیت ان علمی جواہر پاروں سے مستفید ہو۔

جب ہم مخطوطات کی تحقیق (editing) کی بات کرتے ہیں تو بے شمار مشکلات اور مسائل ہمارے دامن گیر ہوتے ہیں۔ اس مختصر وقت میں ان تمام مسائل کا احاطہ ممکن نہیں۔ اس لئے ہم تحقیقِ مخطوطات کے ایک اہم پہلو پر توجہ مرکوز رکھیں گے۔ چنانچہ اس تحریر کا موضوع ہے ”منہج تحقیق میں مخطوطہ کے نسخوں کی اہمیت“ اس موضوع کا تعلق ایک جانب کسی غیر مطلوبہ کتب کے متعدد نسخوں کی تلاش و جستجو سے ہے، تو دوسری جانب یہ موضوع منہج تحقیق کا ایک اہم پہلو اجاگر کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ موضوع مخطوطہ کی تحقیق کو ”قیح، قتل احمد اور آسمان بنانے میں ممدو محولون ثابت ہوتا ہے۔“

اگر آپ تحقیق شدہ مخطوطات کا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ مخطوطات کی تحقیق کرتے وقت عموماً دو طریقے رائج رہے۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی مخطوطہ تحقیق و تدقیق کے لئے منتخب کیا گیا تو زیر تحقیق تصنیف کے معلوم قلمی نسخوں سے واقفیت حاصل کی گئی۔ ان کی

☆ صدر شعبہ سیرت، اسلامی تاریخ و تہذیب، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

تاریخ تصنیف و کتبیت ترتیب دے کر ”نسخہ مصنف“ یا کتب کے قدیم ترین نسخہ تک رسائی پا کر اسے حاصل کیا گیا اور تحقیق کے لئے ”اساسی نسخہ“ (basic copy) کے طور پر استعمال کیا گیا اور زیر تحقیق مخطوط کی بعد کی نقول کو معلون نسخوں کے طور پر استعمال کیا گیا اور اس طرح مخطوط کی تحقیق مکمل ہوئی۔ بعض محققین کی ایسی کوششیں بھی ہمارے سامنے ہیں جن کی تحقیق مخطوط صرف ایک نسخہ (single copy) کی رہیں منت ہے۔ مخطوطے کے واحد نسخہ پر انحصار کر کے تحقیق شدہ کتب اہل علم کے ہاتھوں تک تو پہنچ جاتی ہے لیکن وہ منج تحقیق کے تقاضے پورے نہیں کرتی۔ اس میں عیوب و نقائص، کمی بیشی اور تقدیم و تاخیر نیز کتب کے نامکمل رہ جانے کا کافی احتمال باقی رہتا ہے۔

”احیاء التراث“ کے کام کی اہمیت مسلمہ ہے، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تحقیق کے لئے کسی مخطوط کا انتخاب کرتے وقت یہ امر بھی معلوم کر لیا جائے کہ جس مخطوط کی تحقیق کا بیڑا اٹھایا جا رہا ہے۔ اس کے کتنے قلمی نسخے عالمی ذخیرہ ہائے مخطوطات میں محفوظ ہیں؟ اور کیا ان نسخوں کا حصول یا ان تک رسائی ممکن ہے؟ بصورت دیگر واحد نسخہ پر انحصار کرنا پڑے گا جو عموماً مطلوبہ تحقیقی نتائج فراہم نہیں کرتے۔

اگر مخطوطہ کے واحد نسخہ پر اعتماد کر کے تحقیق کام سرانجام دیا جائے تو جن مشکل امور سے دوچار ہونا پڑتا ہے، ان میں سے چند ایک ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ نسخہ کا اول، آخر یا درمیان سے ناقص ہونا، نسخہ میں بیاضات (blanks) کا پایا جانا، کلمہ کا پھٹ جانا، کرم خوردگی، جلد بندی میں اوراق کی تقدیم و تاخیر، حواشی یا صفحات کی جواب پر لکھی ہوئی اضافی عبارات کا ضیاع، بعض الفاظ کا مختلف وجوہ سے مٹ جانا یا روشنائی کا مدہم ہو جانا۔

۲۔ ناقل نسخہ کی افراط، کتب کے ذاتی تصرفات، الفاظ و کلمات کی املاء میں تفاوت، معاصرانہ چمقلش یا مختلفانہ نظریہ کی عکاسی۔ ناقل کی بدخطی، بعض اصطلاحات اور انتہائی اہم الفاظ اور کلمات کا صحیح نقل نہ کیا جانا۔ عبارات پڑھنے میں ناگاہی اور نسخہ میں غیر معروف رسم الخط کا استعمال وغیرہ۔

۳۔ واحد نسخہ کا کسی ایسی جگہ موجود ہونا، جس جگہ تک رسائی ممکن نہیں، نسخہ کا مالک اس کی نقل دینے کے لئے تیار نہیں۔ خود واحد نسخہ اس قدر خستہ یا بوسیدہ ہے کہ اس

کی نقل تیار کرنا مشکل ہے۔ یا مثنیوں کے ذریعے نقل تیار کرنے سے مخطوطہ کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو، مخطوطہ میں روشنی ایسی استعمال کی گئی ہو کہ اس کی فوٹو کاپی، مائیکرو فلم، فوٹو گراف، یا مائیکروفش نہ بنائی جاسکے۔ مثنی استعمال سے نسخہ کی تحریر کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ نسخہ یا اس کی نقل فراہم کرنے کے لئے اس قدر زیادہ قیمت یا محلوٰضہ طلب کیا جائے کہ محقق اس کی ادائیگی سے قاصر ہو یا مالک نسخہ ایسی شرائط عائد کرے جن کی تکمیل عموماً ممکن نہ ہو۔

۵۔ واحد نسخہ کا رسم الخط غیر معروف ہو یا اس قدر الجھا ہوا اور شکستہ ہو کہ اسے پڑھنا دشوار ہو۔ قدیم مخطوطات میں کتب فقا، اعراب اور حرکت و سکنت کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ ایسے واحد نسخہ کی مدد سے تحقیقی کام کرنا بہت ہی دشوار اور قاتل احتکوت ہوتا ہے۔ نیز واحد نسخہ کی مدد سے مکمل ہونے والا تحقیقی کام زیادہ وقت، توجہ اور مہارت کا متقاضی ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا اور اسی طرح کی دیگر مشکلات اور نقائص اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ کسی بھی مخطوطہ کا تحقیق کے لئے انتخاب کرتے وقت ایسا مخطوطہ منتخب کیا جائے، جس کے متعدد نسخے موجود ہوں اور ان کا حصول یا ان تک رسائی ممکن ہو۔ کیونکہ کسی مخطوطہ کے زیادہ نسخوں کا پایا جانا مخطوطہ کی اہمیت، مقبولیت اور اس کی ضرورت تحقیق کو واضح کرتا ہے۔ نیز متعدد نسخوں کی مدد سے محقق نسخہ اکمل، اصح، زیادہ معتد علیہ (authentic)، واضح اور زیادہ مفید ہو گا۔ بعض اوقات ایک سے زیادہ نسخوں کی ضرورت اس لئے بھی پیش آتی ہے کہ خود فاضل مصنف نے اپنی کتب پر نظر ثانی کر کے اس میں کمی بیشی اور حک و اضافہ کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض مصنفین اپنی ہی تصانیف کی شروح، اختصارات اور حواشی بھی ترتیب دیتے رہے ہیں۔ جن تک رسائی متعدد نسخوں کی بدولت ہی ممکن ہے اسی طرح ناسخوں، ناقلوں یا کاتبوں کے تصرفات کی وجہ سے متن میں ”الحاقی عبارات“ شامل ہو گئی ہوں یا جلد ساز نے صفحات کی ترتیب میں تقدیم و تاخیر کر دی تو یہ عیب اور نقص بھی متعدد نسخوں کی مدد سے ہی دور کیے جاسکتے ہیں۔ ان تمام امور کے لئے نسخہ مصنف یا قدیم ترین نسخہ کو ہمیشہ ترجیح حاصل رہے گی۔

”نسخہ مصنف“ کو پہلی ترجیح اس لئے حاصل ہوتی ہے کہ اسے فاضل مصنف نے خود تحریر

کیا ہوتا ہے۔ یہی نسخہ حقیقی، اصلی اور سب سے زیادہ قابل اعتماد ہو گا۔ اسی طرح مخطوطہ کا وہ نسخہ بھی کمال اہمیت کا حامل ہو گا جس کی فاضل مصنف نے خود تصحیح کی ہو اور اپنی تصحیح کی نشاندہی بھی کی ہو، یا وہ نسخہ مصنف کے سامنے پڑھا گیا ہو اور مصنف نے اس نسخہ کے درست ہونے کی تصدیق کی ہو۔ اس لئے اگر کسی خوش نصیب محقق کو ”نسخہ مصنف“ یا اس کا نسخہ یا مصدقہ نسخہ میرے آجائے، تو اسے نہ صرف اپنی قسمت پر ناز کرنا چاہیے، بلکہ اسے ہی ”اساسی نسخہ“ قرار دے کر عمل تحقیق کا جلد آغاز کرنا چاہیے اور اگر مذکورہ بالا نسخہ میرے آئے تو حاصل شدہ نسخوں میں سے قدیم ترین نسخہ کو ”معیاری نسخہ“ قرار دے کر تحقیقی کام کا آغاز کرنا ہو گا۔ کیونکہ جو نسخہ مصنف کے دور سے قریب تر ہوتا ہے، اصول تحقیق کی رو سے اسے عموماً صحیح تر تسلیم کیا جاتا ہے۔

بعض اوقات یہ امر بھی مشاہدے میں آتا ہے کہ کسی مخطوطہ کا ایک غیر محقق (un-edited) نسخہ طبع ہو گیا ہے اور چھاپنے والے کو مخطوطہ کے دیگر نسخے دستیاب نہیں ہوئے تھے یا وہ اپنے کو مشقت تحقیق سے دور رکھنا چاہتا تھا۔ اس صورت میں غیر محقق مطبوعہ نسخہ کو بھی مخطوطہ کے دیگر نسخوں کے ساتھ استعمال میں لایا جائے۔ غیر محقق مطبوعہ نسخہ کی وجہ سے عمل تحقیق ترک نہ کیا جائے۔ بلکہ مخطوطہ کی اپنی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحقیقی کام سرانجام دیا جائے۔ کتب کا مطبوعہ نسخہ صرف عبارات کی تصحیح میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ جبکہ عمل تحقیق میں صحت عبارت کے علاوہ اور بھی بہت سے امور مکمل کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دیگر غیر مطبوعہ نسخوں کی مدد سے مطبوعہ نسخہ میں عیوب و نقائص معلوم ہوں جنہیں فاضل محقق دیگر نسخوں کی مدد سے دور کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ ایسی خدمت محقق کی جانب سے قارئین کے لئے ایک بیش بہا اضافہ تصور کی جائے گی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مخطوطہ کے متعدد نسخوں کی تلاش کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ ہمارا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ ایک نسخہ تک رسائی ممکن اور اس کا حصول آسان ہوتا ہے کیونکہ کسی بھی مخطوطہ کا ایک نسخہ قریبی کتب خانہ سے مل جاتا ہے۔ کسی دینی ادارے یا خانقاہ میں محفوظ ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی استاد کے توسط سے بھی مخطوطے کا ایک نسخہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ متعدد نسخوں تک رسائی اور ان کا حصول مشکل ہوتا ہے۔ یہ ایک اہم سوال ہے۔ اس کا جواب تفصیل طلب ہے۔ متعدد نسخوں کے حصول کے لئے یہ ممکنہ ذرائع ہو سکتے ہیں۔

متعدد نسخوں کی تلاش کئی طریقوں سے ممکن ہے۔ جن میں مقامی، ملکی، علاقائی اور عالمی سب ہی وسائل بروئے کار لائے جاسکتے ہیں۔ سب سے پہلے منتخب مخطوطہ کے مصنف کا علاقہ اور زمانہ متعین کیا جائے۔ بعد ازاں اس کے اکابر اساتذہ اور نامور تلامذہ کی فہرست مرتب کی جائے۔ مصنف اور اس کے اساتذہ اور تلامذہ کے نجی ذخیروں، ان کے علاقوں کے کتب خانوں، ان کے اپنے علمی اداروں اور خاندانوں کے نجی کتب خانوں یا بیرومرشد کی خانقاہوں میں مطلوبہ مخطوطہ کے دیگر نسخے تلاش کئے جائیں۔ اسی طرح اگر ممکن ہو تو فاضل مصنف یا اس کے شاگردوں کے خاندانوں، عزیز و اقارب، ہم عصر اہل علم اور رفقاء کے ذخیرہ ہائے کتب میں بھی مطلوبہ کتب کے دیگر نسخے ڈھونڈے جائیں تو ان کی دستیابی کا قوی امکان ہوتا ہے۔

اہل علم نے مسلمان اکابر اور علماء کے احوال حیات، ان کی تصانیف اور علمی کارناموں کو محفوظ کرنے کے لئے انفرادی اور اجتماعی سوانح عمریاں ترتیب دی ہیں۔ اس لئے کسی مخطوطہ کے فاضل مصنف کے احوال معلوم کرنے، مصنفین کی تصانیف سے آگہی حاصل کرے اور ان کے کتب کے مطبوعہ ہونے، یا ان کے مخطوطات کے متعدد نسخوں کی دستیابی کے بارے میں مصدقہ اور وسیع تر معلومات حاصل کرنے کے لئے سوانح، تذکرے اور تراجم کی کتابوں سے استفادہ کیا جائے۔ اگر زیر تحقیق مخطوطہ کا فن معلوم ہو جائے تو اس فن کی تاریخ پر لکھی گئی کتابیں بھی مددگار ثابت ہوتی ہیں اور ان کتب سے مطلوب مصنف کے حالات زندگی اور ان کی تصانیف اور مخطوطات کے متعدد نسخوں اور ان کی دستیابی کے لئے رہنمائی مل سکتی ہے۔

”احیاء التراث العربی“ کے لئے قائم شدہ اداروں، دیگر علمی اداروں، ماہرین مخطوطات، بڑے کتب خانوں، انفرادی کتب خانوں اور ماہر افراد سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ یہ سب اہم خدمت انجام دے رہے ہیں اور وہ خدمت یہ ہے کہ انہوں نے مختلف ذخیرہ ہائے کتب کے مخطوطات کی مکمل فہارس تیار کر دی ہیں۔ یہ فہرستیں عام طور پر فن وار ترتیب دی جاتی ہیں اور ہر فن کے تحت کتب کے ناموں کا اندراج الفبائی ترتیب سے ہوتا ہے اور ہر کتب کے بارے میں تفصیل درج ہوتی ہیں۔ یہ تفصیل عام طور پر مصنف کا نام اور زمانہ، مخطوطہ کا سن تصنیف یا نقل، کتب کا نام، نسخہ کی موجودگی کی جگہ، نسخہ کی حالت، اس کے مکمل یا نامکمل ہونے کی اطلاع، مخطوطہ کا رسم الخط، فی صفحہ سطور اور نسخہ کا سائز وغیرہ ظاہر کرتی ہیں اور مخطوطہ کی مکمل نشاندہی کے لئے اس کی ابتداء اور انتہاء سے عبارات بھی نقل کی جاتی ہیں نیز مخطوطہ کا لائبریری نمبر بھی درج ہوتا ہے۔

اس طرح مخطوطہ کی مکمل شناخت ہو جاتی ہے اور اس کے قدیم یا جدید ہونے کے بارے میں بھی معلومات بخوبی حاصل ہوتی ہیں اور اس تک رسائی بھی ہو جاتی ہے۔

اہل علم مخطوطات کی کیفیت معلوم کرنے اور ان کے متعدد نسخوں کا سراغ لگانے کے لئے ان فہارس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان فہارس سے مطلوبہ معلومات ہامانی حاصل کی جاسکتی ہیں جو قتل احمہ ہوتی ہیں اور بطور مرجع (Reference) بھی استعمال کی جاتی ہیں۔

ادارہ تحقیقات اسلامی کے کتب خانے میں ایسی عالمی فہارس کا ایک بڑا ذخیرہ محفوظ ہے، جس سے استفادہ ممکن ہے کیونکہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ لائبریری میں موجود مخطوطات، مکسیت، مانگرو قلم اور فوٹو ٹیٹ نسخوں کی مکمل فہرست دستیاب ہے نیز محققین ان ثلور علمی شہ پاروں تک رسائی بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

پاکستان میں پائے جانے والے مخطوطات کی فہرست سازی کا کام بھی اہل علم کی توجہ کا مرکز ہے۔ چنانچہ قومی عجائب گھر کراچی، جامعہ کراچی، جامعہ ہمدرد کراچی، ادارہ برائے مطالعہ سندھیالوجی حیدرآباد، کتب خانہ پیر جندو، سنٹرل لائبریری بہاولپور، جامعہ پنجاب لاہور، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور، پنجاب پبلک لائبریری لاہور، دارالسلام لائبریری لاہور، ادارہ تحقیقات اسلامی کتب خانہ، کتب خانہ اسلامیہ کلچرل پشاور جیسے بڑے بڑے کتب خانوں اور بعض معروف دینی مدارس کے کتب خانوں کی فہارس مخطوطات شائع ہو چکی ہیں۔ اسی طرح مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کے ”کتب خانہ داتا گنج بخش“ کے مخطوطات کی فہرستیں کئی جلدوں میں چھپ چکی ہیں۔ جن میں عربی، فارسی، اردو، پنجابی پشتو اور دیگر علاقائی زبانوں کے مخطوطات شامل ہیں۔

مخطوطات کے تحفظ و بقا اور انہیں تحقیق کے بعد طبع کرنے پر عرب دنیا میں خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں مراکش، الجزائر، کویت، شام، عراق، یمن، اردن، مصر، ترکی اور سعودی عرب میں متعدد تنظیمیں اور ادارے سرگرم عمل ہیں۔ ان اداروں کے پاس بھی عالمی فہارس مخطوطات اور اپنے اپنے ممالک میں موجود مخطوطات کی فہرستیں موجود ہوتی ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف مخطوطات کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ مخطوطات کی نقول کے حصول میں بھی مدد دیتے ہیں۔ اور ایسے افراد اور اداروں سے تعاون کرتے ہیں جو ”احیاء التراث“ کے میدان میں کام کرتے ہیں۔ مجلہ معهد المخطوطات العربیہ کے نام سے ایک ماہنامہ عربی زبان میں کویت سے شائع ہوتا ہے جو مخطوطات کے مختلف پہلوؤں اور موضوعات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا

مطالعہ بھی اس ضمن میں مفید ثابت ہو گا اور سعودی عرب میں قائم ”موسسة الملك فيصل الخیری“ ریاض بھی مخطوطات کی نقول فراہم کرنے کے لئے محققین کی مدد کرتا ہے۔ یہ اور اس طرح کے دیگر ذرائع بروئے کار لانے سے مطلوبہ مخطوطہ کے متعدد نسخے تلاش کیے جاسکتے ہیں۔

جب ایک مخطوطہ کے متعدد نسخے میسر ہوں تو ان میں سے نسخہ مصنف، قدیم ترین نسخہ یا کامل ترین نسخہ کو ”اساسی نسخہ“ قرار دے کر تحقیق کا کام شروع کیا جائے اور ”اساسی نسخہ“ سے پہلی بار کتب کی پوری عبارت نقل کر لی جائے۔ ”اساسی نسخہ“ میں جو فقرات یا عبارت پڑھنے میں جو مشکلات درپیش ہوں ان کی نشاندہی مناسب طریقے سے کر لی جائے۔ مگر بعد میں ان کی تصحیح یا تکمیل دیگر مراجع یا نسخوں کی مدد سے ممکن ہو سکے۔

اساسی نسخہ کے علاوہ دیگر نسخوں کو استعمال کرنے اور حاشیہ وغیرہ میں ان کا حوالہ تحریر کرنے کے لئے اہل علم کے ہاں متعدد طریقے رائج ہیں۔ چند مروجہ طریقے درج ذیل ہیں۔

الف نسخوں کو زبانی ترتیب کے مطابق ایک، دو، تین، چار کے نمبر دیئے جاتے ہیں اور حاشیہ میں اختلاف عبارت نقل کرتے وقت افلاط کی تصحیح یا بیاضوں کی تکمیل کے وقت حاشیہ میں حوالہ دیا جاتا ہے۔ جس کی نشان دہی اس طرح کی جائے نسخہ نمبر میں ہے یا نسخہ نمبر ۲ یہ الفاظ یا عبارت اس طرح تحریر ہے۔

ب۔ متعدد نسخوں کو ان مقالات کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے، جہاں وہ اصل شکل میں موجود ہیں۔ جیسے نسخہ لاہور، نسخہ کلکتہ اور نسخہ بئلا وغیرہ اور متعلقہ نسخہ کا حوالہ ضبط کرتے وقت شر کے نام کے مخففات استعمال کئے جاتے ہیں جیسے نسخہ لاہور کے لئے نسخہ لام یا صرف لام، نسخہ کلکتہ کے لئے ”ک“ اور نسخہ بئلا کے لئے ”ب“ وغیرہ۔

ج۔ بعض محققین نسخوں کو ان کے کاتبوں کے نام سے تمیز ہوتے ہیں اور حوالہ دیتے وقت نسخہ جلال یا نسخہ بغدادی یا نسخہ قلندری وغیرہ تحریر کرتے ہیں اور ان میں فرق و امتیاز ملحوظ رکھتے ہیں۔

یہ سبھی طریقے علمی اور محققین کے ہاں استعمال ہوتے ہیں اس لئے محقق ان میں سے کوئی ایک طریقہ اختیار کر سکتا ہے، یا ان طریقوں میں اضافہ کرتے ہوئے مخطوطے کو ان کے اہل کتب خانہ کی طرف بھی منسوب کیا جاسکتا ہے۔ جیسے نسخہ خدا بخش لاہوری، نسخہ جامعہ پنجاب اور نسخہ میر جہنڈو وغیرہ۔

اس طویل گفتگو سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہی متن زیادہ صحیح، مکمل احمد اور حقیقت پر مبنی ہوتا ہے جو متعدد نسخوں کی مدد سے مرتب کیا جائے۔ بصورت دیگر تحقیق کا کام کم تر درجہ کا حامل ہو گا۔ اس میں اغلاط باقی رہنے اور کتب کے نامکمل رہنے کا امکان غالب رہتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ عمل تحقیق میں مخطوطہ کے متعدد نسخے زیر استعمال رہیں کیونکہ منہج تحقیق کا یہی تقاضا ہے۔

یہ گفتگو اس موضوع پر مکمل ہو سکتی ہے کہ مخطوطہ کے میسر نسخوں میں سے جس نسخے کو ”اساسی نسخہ“ قرار دیا جائے۔ وہ کن اوصاف کا حامل ہو؟ تاکہ تحقیق کی ابتدا ہی ایسے طریقے سے کی جائے جو کامیابی کا ضامن ہو۔ اور محقق صحیح متن کی مشکلات کا شکار ہو کر دل برداشتہ نہ ہو اور اپنے کام کو پوری لگن اور دلچسپی سے جاری رکھ سکے۔

”اساسی نسخہ“ ہر طرح سے مکمل ہو۔ نہ اول آخر سے ناقص ہو، نہ اس میں بیاضات ہوں۔ اس کی موضوعاتی فہرست موجود ہو۔ اس کی صفحہ بندی مکمل ہو، اس میں ترقیمات لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہو، تلخ کا نام اور تاریخ تحریر درج ہو، روشنی واضح ہو جہاں ہم نہ ہو، کرم خوردہ نہ ہو۔ اس کے اور لائق بوسیدہ، کمزور یا کٹے پٹے نہ ہوں۔ اس تک رسائی اور اس کا حصول بھی ہسانی ممکن ہو۔ خوشخط لکھا ہوا ہو اور عنوانات بھی جلی قلم سے ظاہر کیے گئے ہوں۔ نسخہ مصنف ہو یا مصنف کے قریب ترین عہد میں لکھا گیا ہو۔ ان اوصاف کا حامل ”اساسی نسخہ“ دستیاب ہو تو تحقیقی کام بہت آسان ہو جاتا ہے۔ کام کی بروقت تکمیل ممکن ہوتی ہے اور صحیح ترین متن پیش کرنے کی امید کی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ کے ”اساسی نسخہ“ کی عبارات اور معلومات کو دیگر نسخوں کی مدد سے مضبوط کیا گیا ہو۔ کیونکہ منہج تحقیق میں مخطوطہ کے متعدد نسخوں کا استعمال بنیادی ضرورت تصور ہوتا ہے اور واحد نسخے کی بنیاد پر تحقیق شدہ کتب کو وہ مرتبہ و مقام حاصل نہیں ہوتا ہے جو درجہ متعدد نسخوں کی مدد سے تحقیق شدہ متن کو حاصل ہوتا ہے۔

ان معروضات کی روشنی میں بجا طور پر توقع کی جاتی ہے کہ تحقیق متون کے میدان میں کام کرنے والے، اساتذہ کرام، ماہرین طلبہ اور اہل علم ایسے مخطوطات کی تحقیق کو ترجیح دیں گے جن کے متعدد نسخے میسر ہوں تاکہ معیاری تحقیقی کام کو فروغ ملے اور مخطوطات کمال صحیح کے ساتھ شائع ہوں۔

مراجع و مصلور

ابتدائی تحریری ترتیب دیتے وقت مندرجہ ذیل مصلور سے استفادہ کیا گیا ہے نیز امید کی جاتی ہے کہ یہ کتب اس میدان میں مزید کام کرنے والوں کے لئے مہموملون ثابت ہوں گی۔

۱- الاصول فی البحث العلمی، الدكتور/ عمر ازهر سعید السماک بغداد، عراق، وزارة التعليم العالي والبحث العلمی، ۱۹۸۰/۱۳۰۰ھ

۲- طريقة تفكير و تحقیق، دکتر/ علی احمد آہدی، دانشگاه تهران، ۱۳۳۶ھ

۳- کتابة البحث العلمی، الدكتور/ عبدالوہاب ایرایم ابوسلمان، جدہ، دارالشروق، ۱۹۸۰/۱۳۰۰ھ

۴- کیف تکتب بجثالو رسالہ، دکتر/ احمد شلی

۵- تحقیق التراث، الدكتور/ عبدالهادی الفضل، مکتبہ العلم۔ جدہ ۱۹۸۲/۱۳۰۲ھ

۶- نقد و تصحیح متون، نجیب ماکل مروی، مشرق ۱۳۶۹ھ

۷- المخطوطات و الکتب، احمد سعید، دار الکتب المصریہ القاہرہ، ۱۹۲۸/۱۳۳۶ھ

۸- تدوین متن کے مسائل، قاضی عبدالودود غدا بخش اور نیکل لاجپوری سٹ، ۱۹۸۲ھ

۹- تحقیق متن، نور محمد علوی، دہلی ۱۹۸۰ھ

۱۰- اصول تحقیق، ڈاکٹر سلطانہ بخش، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۳ھ

11- Guide to the Successful, Thesis and dissertation, Manch, J.C.

Newyork, Marcel Dekker Inc. 1981

12- Survey of Research in the Arab world, Mono Palmer, Celarado,

West View Press 1982.

13- The writer's Agenda, Gouth, H.P, Newyork,

Hercourt California Wads Worth Publishing Company 1988.

14- The Contemporary Writer, Winte Word N.R., Newyork, Hercourt

Hercourt Jowuanovich Inc, Second Edition

- 15- The art of writing, Ruggero, V.R., California Alfred
Publishing Company Not mentioned
- 16- A Dictionary of Research Methods, Ghosh, B.N., Noida,
Arnald Heinemann 1986
- 17- Research How to Plan, Speak and Write about it, Sorgi, C.H.
New Delhi Narosu Publishing House, 1985.

★★